27اگست 1963

ازعدالت عظمیٰ

شرانپا مٹیپا ہلکے

بنام

اسٹیٹ آف مہاراشٹرا

(اور منسلک اپیلیں)

(ایس کے داس، ایکٹنگ سی جے، ایم ہدایت اللہ اور کے سی داس گپتا، جسٹسز)

فوجداری مقدمہ — عدالت کا ارتکاب کرنے سے پہلے گواہ کی شہادت — سیشن عدالت میں پیش کیا گیا — چاہے تصدیق کی ضرورت ہو — ضابطہ فوجداری، 1898 (1898 کا ایکٹ 5) دفعہ 288۔

اپیل گزاروں کو ہائی کورٹ نے تین قتل کرنے کا مجرم قرار دیا تھا۔ اس معاملے میں ہائی کورٹ نے ایک" پروتی" کی گواہی پر غور کیا، جو اس نے ارتکابِ عدالت میں دی تھی۔ ارتکاب عدالت میں اپنی گواہی کے مطابق وہ اس واقعے کی چشم دید گواہ تھی۔ سیشن عدالت میں اس نے ارتکاب مجسٹریٹ کے سامنے اپنے پچھلے بیان سے باز آ کر ایک قطعی بیان دیا کہ اس نے واقعہ نہیں دیکھا تھا۔ ارتکاب عدالت کے سامنے اس کے ثبوت کو سیشن عدالت میں دفعہ 288 فوجداری ضابطہ اخلاق کے تحت ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا۔ ارتکاب عدالت کے سامنے اس کے ثبوت کی چار اپیل گزاروں کی جانب سے واقعے میں شرکت کے حوالے سے تصدیق نہیں کی گئی۔ ہائی کورٹ نے مجرم مجسٹریٹ کے سامنے پروتی کے بیان کی بنیاد پر اپیل گزاروں کو اس بنیاد پر مجرم قرار دیا کہ یہ ٹھوس ثبوت تھا جس کی تصدیق کی ضرورت نہیں تھی۔

مانا گیا کہ سیشن عدالت کے سامنے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 288 کے تحت پیش کیے گئے گواہ کا ثبوت ٹھوس ثبوت ہے۔ قانون میں اس طرح کے شواہد کی تصدیق کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جہاں کسی شخص نے حلف پر دو متضاد بیانات دیے ہیں تو اس کے ثبوت پر مضمر طور پر انحصار کرنا عام طور پر غیر محفوظ ہے اور جج کو، اس سے پہلے کہ وہ ایک یا دوسرے بیان کو سچ تسلیم کرے، مطمئن ہونا چاہیے کہ ایسا ہے۔ اس طرح کے اطمینان کے لیے عام طور پر یہ ضروری ہوگا کہ شواہد کو نہ صرف عام طور پر واقع ہونے کے بارے میں بلکہ خاص طور پر ملزم کی شرکت کے بارے میں بھی بیرونی شواہد کے ذریعے پیش کیا جائے۔ لیکن ایسے معاملے میں جہاں کسی بیرونی ثبوت کے بغیر بھی جج کسی ایک بیان کی سچائی کے بارے میں مطمئن ہو، اس کا فرض اس طرح کے ثبوت پر بھروسہ کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔

بھوبونی ساہو بمقابلہ دی کنگ، اے۔ آئی۔ آر 1949 پی۔ سی 257، پر انحصار کیا۔

اس مقدمے کے حقائق پر، یہ فیصلہ دیا گیا کہ بیرونی شواہد سے تصدیق کے بغیر، ہائی کورٹ واحد چشم دید گواہ پروتی کے ثبوت پر عمل کرنے میں جائز نہیں تھی، جو مجرم عدالت میں دی گئی تھی۔

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار: فوجداری اپیل نمبر 75، 100 اور 101 آف 1963۔

1962 کی فوجداری اپیل نمبر 1077 میں بمبئی ہائی کورٹ کے 27، 28 فروری 1963 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

ایس جی پٹوردھن اور اے جی رتنا پرکھی، اپیل کنندہ کے لیے (1963 کے فوجداری اے نمبر 75 میں)

بی بی توکلی، ہربنس سنگھ اور اے جی رتنا پرکھی، اپیل گزاروں کے لیے (فوجداری اے نمبر کے 100 اور 101 آف 1963 میں)

جواب دہندگان کے لیے ڈی آر پریم، کے ایل ہاتھی اور بی آر جی کے اچار، آر ایچ دھبر کے لیے۔

27 اگست 1963۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

داس گپتا۔ جے۔ 11 جون 1961 کو شام 5 بجے تعلقہ شولاپور کے گاؤں چنچ پور میں شری ماروتی کے مندر کے سامنے والی سڑک پر ایک خوفناک المیہ پیش آیا۔ تین افراد ریونسیڈ پا، اور ان کے دو ماموں، یلاپا اور ماروتی کو وہاں انتہائی وحشیانہ انداز میں قتل کر دیا گیا۔ ریونسڈ پا کی گردن جسم سے کاٹ دی گئی تھی، سوائے جلد کے ایک ٹکڑے کے اور اس کی ایک ٹانگ کاٹ دی گئی تھی۔ یلاپا کی ریڑھ کی ہڈی اور ریڑھ کی ہڈی کاٹ دی گئی تھی۔ جبڑے کی ریڑھ کی ہڈی، زبان اور ماروتی کی گردن کا ایک بڑا حصہ کاٹ دیا گیا تھا۔

اس سانحے کی سب سے پہلی اطلاع جو پولیس اسٹیشن تک پہنچی وہ اسی دن گاؤں کے پولیس پٹیل کے ایک خط سے تھی جو مینڈ روپ کے پولیس سب انسپکٹر کو لکھا گیا تھا۔ اس میں صرف یہ کہا گیا تھا کہ شام 5 بجے فسادات اور مار اماری کے دوران تین قتل ہوئے تھے اور قتل کیے گئے افراد کے ناموں کا ذکر کیا گیا تھا۔ یہ خط پولیس اسٹیشن میں صبح 2 بج کر 30 منٹ پر پہنچا۔ ہیڈ کانسٹیبل بنسوڈے جو پولیس اسٹیشن کے انچارج تھے پھر پولیس سب انسپکٹر کو رپورٹ بھیجنے کے بعد جائے وقوع کے لیے روانہ ہو گئے جو بھنڈر کاوٹھے گاؤں میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ سب انسپکٹر 12 تاریخ کو تقریبا 11 بجے چنچ پور پہنچے۔ کچھ کانسٹیبل پہلے ہی گاؤں پہنچ چکے تھے۔ مانڈ روپ کے ہیڈ کانسٹیبل وشونا تھ اور دو دیگر کانسٹیبل جو گاؤں چنچ پور کے مغرب میں بہنا ندی پر بنے پل پر ڈیوٹی پر تھے، کو قتل کی تاریخ صبح 7 بجے ان خوفناک قتل کے بارے میں معلوم ہوا اور وہ اس جگہ کے لیے روانہ ہو گئے، رات 9 بج کر 30 منٹ پر گاؤں پہنچے۔ انہیں وہاں تین لاشیں پڑی ہوئی ملیں اور پولیس پٹیل اور کچھ دیگر افراد موجود تھے۔ ہیڈ کانسٹیبل رام چندر بنسوڈے 12 تاریخ کو صبح 6 بج کر 30 منٹ پر اس جگہ پر پہنچے اور پوچھ گچھ کے بعد تین افراد، گر پد پا، پارسپا اور دولتپا کو اس جگہ پر لایا گیا۔ جب وہ پہنچے تو سب انسپکٹر نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اس تاریخ پر سب انسپکٹر واحد گواہ جس سے پوچھ گچھ کر سکتا تھا وہ متوفی ریونسیڈ پا کی سوتیلی ماں پروتی تھی۔ اس نے پایا کہ تمام مرد گاؤں چھوڑ چکے تھے اور صرف خواتین پہلے سے موجود تھیں۔ تحقیقات مکمل کرنے کے بعد سب انسپکٹر

نے 13 افراد کے خلاف فرد جرم بھیجی۔

تمام تیرہ افراد پر سیشن جج نے تعزیرات ہند کی دفعہ 148 کے تحت، تعزیرات ہند کی دفعہ 2 کے تحت تین الزامات پر، تعزیرات ہند کی دفعہ 1 کے تحت تین متبادل الزامات کے ساتھ اور تعزیرات ہند کی دفعہ 342 کے تحت مزید الزام عائد کیا۔ 13 میں سے تین، یعنی گر پدا پا، پرسپا اور انارائے شیوابالا کو معزز سیشن جج نے تینوں میں سے ہر ایک معاملے پر تعزیرات ہند کی دفعہ 302 / 34 کے تحت مجرم قرار دیا اور عمر قید کی سزا سنائی۔ تینوں کو تعزیرات ہند کی دفعہ 342 کے تحت بھی مجرم قرار دیا گیا اور چھ ماہ کی سخت قید کی سزا سنائی گئی۔ گر پد پا اور انارائے کو بھی تعزیرات ہند کی دفعہ 147 کے تحت مجرم قرار دیا گیا اور انہیں دو سال کی سخت قید کی سزا سنائی گئی۔ پارسپا کو تعزیرات ہند کی دفعہ 148 کے تحت مجرم قرار دیا گیا اور تین سال کی سخت قید کی سزا سنائی گئی۔ سزاؤں کو بیک وقت چلانے کی ہدایت کی گئی تھی۔ دیگر 10 ملزموں کو جج نے بری کر دیا۔

گر پد پا، پارسپا اور انارائے شیوابالا نے اپنی سزا اور سزا کے خلاف بمبئی کی ہائی کورٹ آف عدلیہ میں اپیل کی۔ ان کی اپیل مسترد کر دی گئی اور گر پد پا اور انارائے کی سزا اور سزا کی توثیق کر دی گئی۔ پرسپا کی سزا کی بھی تصدیق کی گئی لیکن اس پر نوٹس کے بعد کہ سزا میں اضافہ کیوں نہیں کیا جانا چاہیے، عمر قید کی سزا کو بڑھا کر موت کی سزا کر دیا گیا۔ ریاست نے سنگپا کے علاوہ دیگر تمام ملزموں کو بری کرنے کے حکم کے خلاف اپیل کی۔ ہائی کورٹ نے ان میں سے تین کے سلسلے میں ریاست کی اپیل کو منظور کر لیا، یعنی شرانا پا، گنپتی اور ٹیپنا اور انہیں اس جرم کا مجرم قرار دیا جس کے لیے ان پر الزام لگایا گیا تھا۔ ہائی کورٹ نے شرانپا کو موت اور گنپتی اور ٹیپنا کو عمر قید کی سزا سنائی۔ دیگر چھ کے سلسلے میں ریاست کی اپیل مسترد کر دی گئی۔ شرانپا نے آئین کے آرٹیکل 134 (1) (اے) کے تحت موجودہ اپیل دائر کی تھی۔ دیگر پانچوں، یعنی گر پد پا، پارسپا، انارایا، گنپتی اور ٹیپنا کو اس عدالت کی طرف سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت دی گئی تھی اور اس کی بنیاد پر انہوں نے اپنے خلاف سزا اور سزا کے احکامات کے خلاف اپیل دائر کی ہے۔

استغاثہ کا مقدمہ یہ ہے کہ ایک طرف گر پد پا اور اس کے بھائی دھنپا اور دوسری طرف پروتی اور متوفی ریونسیڈ پا کے درمیان چنچ پور میں زمین کے ایک پلاٹ پر قبضے کو لے کر کچھ عرصے سے پریشانی تھی۔ پروتی اور ریونسیڈ پا کے مطابق یہ زمین صرف ریونسیڈ پا کے والد نے گر پد پا کو گروی رکھی تھی اور قرض ادا کر دیا گیا تھا اور وہ قبضہ واپس کرنے کے حقدار تھے۔ اس پر گر پد پا راضی نہیں ہوئے۔ تاہم، انہوں نے پروتی کی اس درخواست پر اتفاق کیا کہ تنازعہ کو پنچایت کے ذریعے حل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن پنچایت کو بلائے بغیر گر پد پا اور اس کے بھائی نے 10 جون کو زمین پر کاشتکاری شروع کر دی۔ جب پروتی نے یہ دیکھا تو اس نے احتجاج کیا لیکن اس کا کوئی مقصد نہیں تھا۔ دونوں بھائیوں نے کہا کہ پنچایت نہیں ہوگی۔

اگلے دن یعنی 11 جون کو ریونسیڈ پا جو پڑوسی گاؤں چنے گاؤں میں اپنے ماموں کے ساتھ رہتا تھا، اپنے دو چچاؤں ماروتی اور یلا پا کے ساتھ چنچ پور میں پروتی کے گھر آیا۔ اس کے فوراً بعد تمام تیرہ ملزم گھر کے سامنے آئے اور مطالبہ کیا کہ ریونسیڈ پا، یلا پا اور ماروتی کو گھر سے باہر آنا چاہیے۔ جب انہوں نے ایسا نہیں کیا تو کچھ ملزم گھر کی چھت پر چلے گئے اور کوڑیوں کے ذریعے اسے ہٹانا شروع کر دیا۔ دراصل لوہے کی کچھ چادروں کو ہٹا دیا گیا تھا۔ بالآخر دو پڑوسیوں گوروا اور پنچپا کے کہنے پر تین بدقسمت نوجوان گھر سے باہر نکل آئے۔ انہیں اس اسکول میں لے جایا گیا جو پروتی کے گھر کے شمال میں واقع ہے۔ وہاں سے ایک ایک کر کے انہیں گاؤں کی دیوار

ویس کے باہر ماروتی مندر کے قریب لے جایا گیا اور قتل کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ یلاپا کو پارسپا اور شرانپا نے کلہاڑیوں سے مارا تھا جبکہ دوسرے ملزم نے اسے لاٹھیوں سے مارا تھا۔ وہ فوراً مر گیا۔ اس کے بعد ریونسیڈ پا کی باری تھی۔ اسے شرانپا اور پارسپا اور دیگر تمام لوگوں نے بھی کلہاڑیوں سے مارا تھا۔ ریونسیڈ پا کی فوراً موت ہوگئی۔ ماروتی کو آخر میں وہاں لایا گیا اور سنگپا نے اسے کلہاڑیوں سے اور دوسرے ملزم کو لاٹھیوں سے مارا۔ اس کی بھی موقع پر ہی موت ہوگئی۔ اس کے بعد تمام ملزم وہاں سے چلے گئے۔

ان میں سے تین، گرپدپا، پارسپا اور دولتپا کو اگلے ہی دن حراست میں لے لیا گیا۔ انارائے شیوابالا کو 13 جون کو اور شرانپا اور گنپتی شامریا کو اگلے دن گرفتار کیا گیا۔ تین مزید ملزم، دھنپا، جکنا اور گنپتی گورلنگ کو تین دن بعد گرفتار کیا گیا۔ 6 اگست 1961 کو ٹیپنا اور دھنڈپا کو گرفتار کر لیا گیا۔ بقیہ ملزم سنگپا نے 16 اکتوبر 1961 کو عدالت میں ہتھیار ڈال دیے۔

تمام ملزموں نے قصوروار نہ ہونے کی استدعا کی۔ ان کا معاملہ یہ تھا کہ انہیں گرپداپا اور اس کے بھائی دھنپا کو جھوٹا پھنسایا گیا تھا کیونکہ ان کے قبضے میں وہ زمین تھی جو ان کے ذریعے خریدی گئی تھی، جس پر ریونسیداپا اور اس کی سوتیلی ماں پروتی دعوی کر رہے تھے اور دوسرے ملزم یا تو شک کی بنا پر یا اس وجہ سے کہ انہوں نے زمین کے تنازعہ پر گرپداپا اور اس کے بھائی کی حمایت کی تھی۔

شرانپا کی اپیل آئین کے آرٹیکل 134(1)(اے) کے تحت ایک حق ہے۔ اس کی اپیل کا فیصلہ کرنے کے لیے ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے لیے مقدمے میں پیش کیے گئے شواہد کا جائزہ لیں اور یہ دیکھیں کہ آیا ان شواہد کا جائزہ جس پر ہائی کورٹ نے اسے مجرم قرار دیا ہے، مناسب اور جائز ہے یا نہیں۔ یہ ثبوت اس معاملے میں ایک واحد گواہ پروتی کی گواہی پر مشتمل ہے، جو اس نے ارتکاب مجسٹریٹ کی عدالت میں دی تھی۔ یہ بلاشبہ ٹھوس ثبوت ہے، جس پر اگر یقین کیا جائے تو، سزا کے حکم کی حمایت کرنے کے لیے قانون میں کافی ہوگا۔ کیونکہ یہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 288 کی دفعات کے تحت سیشن عدالت کے ریکارڈ پر لایا گیا تھا جب سیشن عدالت میں پروتی نے ارتکاب مجسٹریٹ کے سامنے اپنے پچھلے بیان سے انکار کیا اور ایک قطعی بیان دیا کہ اس نے واقعہ نہیں دیکھا تھا۔ یہ سوال فطری طور پر اٹھایا گیا ہے کہ کیا پروتی کا یہ ثبوت جو ضابطہ فوجداری کی دفعہ 288 کی دفعات کے تحت مقدمے میں ٹھوس ثبوت ہے، عدالت کے سامنے تصدیق کی ضرورت ہے کہ اس پر کارروائی کی جائے۔

یہ سوال کہ ارتکاب کورٹ میں ایک گواہ کی طرف سے دیا گیا ثبوت جو ٹرائل ان سیشنز میں اس سے باز آجاتا ہے اور جسے تحت ضبطہ فوجداری کی دفعہ 288 کے تحت ٹرائل میں ثبوت کے طور پر لایا جاتا ہے، تصدیق کی ضرورت ہے یا نہیں، نے متعدد مقدمات میں ہندوستان کی بیشتر ہائی کورٹس کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ اس طرح کے بہت سے فیصلوں کا حوالہ ہمارے سامنے دیا گیا ہے اور ان میں سے کچھ سے وسیع تر اقتباسات پڑھے گئے ہیں۔ اگرچہ تنازعات کی دھول بعض اوقات حقیقی موقف کی سادگی کو دھندلا دیتی ہے، لیکن زیادہ تر فاضل ججوں نے، اگر ہم ایسا کہتے ہیں تو، احترام کے ساتھ، صورتحال کو صحیح طریقے سے سراہا ہے۔ یہی ہے۔ ایک طرف، یہ سچ ہے کہ قانون میں اس طرح کے شواہد کی تصدیق کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی اتنا ہی سچ ہے کہ یہ فیصلہ کرنے کے لیے کہ دونوں میں سے کون سا ورژن، کمیٹی عدالت میں دیا گیا اور سیشن عدالت میں دیا گیا، جو دونوں ٹھوس ثبوت ہیں، قبول کیا جانا چاہیے، حقائق کا جج تقریباً ہمیشہ اپنے نتیجے میں مدد کے لیے اس ثبوت سے آگے کچھ اور تلاش کرنے کی طرف مائل محسوس کرے گا۔ ہم اس سلسلے میں بھوبونی ساہو بمقابلہ دی کنگ (1) میں ان کے لارڈ شپ آف دی پریوی کونسل کے ذریعے اس سوال پر کیے گئے مشاہدات کا حوالہ دینے سے بہتر کام نہیں کر

سکتے۔ اس معاملے میں ارتکابِ عدالت میں ایک سرکاری گواہ کا ثبوت تہت ضابطہ فوجداری کی دفعہ 288 کے تحت ریکارڈ پر لایا گیا تھا۔ اس سوال سے نمٹتے ہوئے کہ اس قدر کے بارے میں جو اس طرح کے شواہد سے منسلک کی جا سکتی ہے، ان کے حاکموں نے اس طرح مشاہدہ کیا:

"اس شک کے علاوہ جو ہمیشہ کسی ساتھی کے ثبوت سے منسلک ہوتا ہے، یہ واضح طور پر غیر محفوظ ہوگا، جیسا کہ ہائی کورٹ کے ججوں نے تسلیم کیا، ایک ایسے شخص کے ثبوت پر مضمر طور پر انحصار کرنا جس نے دو مختلف کہانیوں کی قسم کھا کر گواہی دی تھی۔"

یہ، اگر ہم احترام کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں، تو سوال کا بنیادی پہلو ہے۔ جہاں کسی شخص نے حلف پر دو متضاد بیانات دیے ہیں تو اس کے ثبوت پر مضمر طور پر انحصار کرنا واضح طور پر غیر محفوظ ہے۔ دوسرے لفظوں میں، ضابطہ فوجداری کی دفعہ 288 کے تحت لائے گئے ثبوت کو سچے اور قابل اعتماد کے طور پر قبول کرنے کا فیصلہ کرنے سے پہلے کسی کو مطمئن ہونا پڑتا ہے کہ یہ واقعی ایسا ہی ہے۔ اس اطمینان کو کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟ زیادہ تر معاملات میں یہ اطمینان صرف اس صورت میں مل سکتا ہے جب بیرونی شواہد میں اس طرح کی حمایت ہو کہ یہ معقول اشارہ ملے کہ نہ صرف عام طور پر واقعے کے بارے میں جو کہا جاتا ہے بلکہ جرم میں ملوث ہونے کی کوشش کرنے والے مخصوص ملزم کے خلاف جو کہا جاتا ہے وہ بھی درست ہے۔ اگر کوئی مقدمہ ہوا اور عدالتوں کے سامنے آنے والے مقدمات کے حقائق اور حالات میں اتنی لامحدود تنوع ہو کہ یہ کٹرانہ طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ ایسا مقدمہ کبھی نہیں ہو سکتا — جہاں اس طرح کی بیرونی حمایت کے بغیر بھی حقائق کا جج، ثبوت کی اندرونی کمزوری کو ذہن میں رکھتے ہوئے، حلف پر دو مختلف بیانات دیے گئے ہیں، مطمئن ہے کہ ثبوت درست ہے اور اس پر محفوظ طریقے سے بھروسہ کیا جا سکتا ہے، جج ایسا نہ کرنے کے اپنے فرض میں ناکام رہے گا۔ موجودہ ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے۔ یہ سچ ہے کہ پروتی نے کمیٹینگ کورٹ میں اس بیان میں نہ صرف گھر کے واقعات اور تین نوجوانوں، ریونسیڈ پا، ماروتی اور یلا پا کو ملزموں کے پاس اپنے گھر سے باہر لے جانے کے بارے میں تفصیلی تفصیل دی ہے بلکہ یہ بھی بتایا ہے کہ انہیں کس طرح گاؤں کے اسکول میں لے جایا گیا، کس طرح ایک کے بعد ایک تینوں کو ماروتی مندر کے قریب لے جایا گیا، کس طرح ان کو چھوڑنے کی اس کی التجا بے سود رہی اور ہر متاثرہ پر حملے کا طریقہ۔ ہائی کورٹ کے فاضل ججوں نے اس وضاحت کی بہت وشدتا سے متاثر ہو کر بظاہر صرف اسی سے خود کو قائل کیا کہ وہ سچ بول رہی تھی۔ بدقسمتی سے یہ اہم حقیقت کہ گواہ نے کسی دوسری عدالت میں حلف پر بالکل مختلف بیان دیا تھا اور اس واقعے کو دیکھنے سے انکار کیا تھا، فاضل ججوں کی طرف سے اس پر اتنی توجہ نہیں دی گئی جس کا وہ حقدار تھا۔ ایک بار پھر، واضح طور پر بیان کرنے کی صلاحیت کو صحیح معنوں میں بات کرنے کی بے چینی کے لیے غلط نہیں سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ، ایک اکثر دوسرے کے بغیر موجود ہوتا ہے۔ کمیٹینگ کورٹ میں پروتی کے بیان کی قریبی جانچ پڑتال سے کم از کم کچھ خصوصیات کا انکشاف ہوتا ہے، جن کی کوئی وضاحت دستیاب نہیں ہے۔

اس کے بیان کے مطابق یلا پا کو سب سے پہلے اسکول سے مندر لے جایا گیا اور تمام تیرہ افراد نے اس حملے میں حصہ لیا۔ اگر یہ سچ ہے تو، ریونسیڈ پا اور ماروتی کی حفاظت کے لیے ملزم فریق میں سے کوئی بھی نہیں تھا، جو اس وقت اسکول میں تھے۔ تاہم ان کی حفاظت کے لیے کون بچا تھا؟ اس کا ہمیں پروتی کے بیان سے کوئی جواب نہیں ملتا۔ اسی طرح کا راز ہے کہ ماروتی کی حفاظت کے لیے کس کو چھوڑا گیا تھا جب ریونسیڈ پا کو اگلے لے جایا گیا اور اس کے مطابق حملے میں حصہ لینے والے تمام تیرہ افراد کو مار ڈالا گیا۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ وہ اس بیان میں واضح طور پر یہ نہیں بتاتی کہ واقعہ کے دوران وہ کہاں کھڑی یا بیٹھی تھی۔ وہ جگہ جہاں لاشیں ملی تھیں اور جہاں

بلا شبہ یہ تینوں نوجوان مارے گئے تھے وہ گاؤں کی دیوار کے باہر ہے۔اس دیوار میں ایک دروازہ ہوتا جس کے ذریعے اگر استغاثہ کی کہانی درست ہوتی تو متاثرین کو باہر نکالا جاتا۔کیا پروتی کو بھی باہر جانے کی اجازت تھی؟اگر وہ نہ ہوتیں تو کیا وہ ویس کے گاؤں کی طرف اپنی جگہ سے ان تین افراد پر ہونے والے اصل حملے کو دیکھ سکتی تھیں۔ہم ان سوالوں کے کسی بھی جواب کے لیے پروتی کے بیان کو بے سود دیکھتے ہیں۔

ایک بار پھر، اس کی کہانی کے مطابق، حملے میں تین کلہاڑیوں کا استعمال کیا گیا۔تاہم واقعہ کی جگہ پر صرف ایک کلہاڑی ملی۔یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جب دو کلہاڑیوں کو چھین لیا گیا تو تیسرا پیچھے رہ گیا؟اس سوال کا ایک اچھا جواب ہوسکتا ہے۔لیکن ریکارڈ پر موجود شواہد سے کوئی بھی پیش نہیں کیا گیا ہے۔

یہ پروتی کے ثبوت کی نوعیت ہونے کی وجہ سے، ہماری رائے میں، کسی بھی ملزم کے خلاف اس کی گواہی کو قبول کرنا واضح طور پر غیر محفوظ ہے جب تک کہ دوسرے شواہد سے اس کی تصدیق نہ ہو۔شرانپا کے حوالے سے، جس کی اپیل پر اب ہم غور کر رہے ہیں، تسلیم شدہ طور پر ایسی کوئی تصدیق نہیں ہے۔اس لیے اس اپیل کنندہ کے خلاف پروتی نے جو کہا تھا اسے سچ ماننا ممکن نہیں ہے۔ہائی کورٹ، ہماری رائے میں، تصدیق کی عدم موجودگی میں بھی اس کی گواہی پر عمل کرنے میں غلطی پر پڑ گئی ہے۔ہمارا ماننا ہے کہ استغاثہ اس کے خلاف اپنا مقدمہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے اور اسے اس کے خلاف الزامات سے بری کیا جانا چاہیے۔

دیگر پانچوں کی اپیلیں، اس عدالت کی خصوصی اجازت سے ہیں، لیکن جو ہم نے ارتکابہ عدالت میں پروتی کی گواہی کی تصدیق کی ضرورت کے حوالے سے اوپر بیان کیا ہے وہ ان میں سے ہر ایک کے سلسلے میں بھی یکساں طور پر لاگو ہوتا ہے۔گروپدپا، گنپتی شامریا اور ٹیپنا کے واقعہ میں حصہ لینے کی پروتی کی کہانی کے حوالے سے ایسی کوئی تصدیق نہیں ہے۔جہاں تک دیگر دو اپیل گزاروں، پارسپا اور انارایا شیوابالا کے حوالے سے، استغاثہ کی طرف سے کچھ معمولی تصدیق کی گئی ہے۔یہ ان کی گرفتاری کے وقت ان سے ضبط کیے گئے چپل کے تلووں پر انسانی خون کے داغ کی موجودگی میں ہے۔اس تصدیق کی قیمت میں کافی کمی واقع ہوئی ہے تاہم اس حقیقت کی وجہ سے کہ 12 جون کو پارسپا سے اور 13 جون کو انارائے شیوابالا سے یہ چپل ضبط کیے جانے سے پہلے، ان ملزموں کو جائے وقوع پر لایا گیا تھا۔اس لیے یہ سوچنے کی گنجائش ہے کہ جب وہ خون آلود زمین پر چلتے تو چپل کے تلوے خون سے رنگ گئے۔اس لیے ان کے چپلوں کے تلووں پر خون کے ان داغوں کی موجودگی کو ان کے خلاف پروتی کے ثبوت کی کافی تصدیق کے طور پر سمجھنا مناسب نہیں ہوگا۔اس لیے ان پانچوں اپیل گزاروں کی سزا بھی ثابت نہیں ہوسکتی۔

اس کے مطابق، ہم اپیلوں کی اجازت دیتے ہیں، ان کے خلاف منظور کردہ سزا اور سزا کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ انہیں بری کر دیا جائے۔

اپیلوں کی اجازت ہے۔

Meraj U Din Sofi
2024.06.12 11:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document